تیار کر لیا جائے تو زیادہ بہتر انداز میں فریضۂ تبلیغ ادا ہو سکتا ہے۔ ہمارے خیال میں خود مدارسِ اسلامیہ کو اپنے ہاں وقتاً فوقتاً ایسے ریفریشر کورسز یا سیمنارز اور لیکچرز کا اہتمام کرنا چاہئے جن کے ذریعہ ان مدارس کے فارغ التحصیل واعظین معلمین اور داعیین کو نیا مواد ملتا رہے اور جدید مسائل و معلومات ان کی دہلیز تک پہنچتی رہیں۔ واعظین وداعیین کو اپنی تقاریر نئی معلومات سے مزین کرنی چاہئیں تاکہ نوجوانوں کی وعظ و تذکیر کی محافل سے وابستگی بر قرار رہے۔ ورنہ نئی نسل کی اصلاح کی کوئی صورت باقی نہ رہے گی۔ ادارہ علوم اسلامی کراچی اور اس کے سربراہ جناب پروفیسر ڈاکٹر علامہ غلام عباس قادری مبارک باد کے مستحق ہیں کہ انہوں نے اس نہج پر سوچتے ہوئے ایک ایسے ہی ریفریشر کورس کا اہتمام کیا اور اس میں مختلف الخیال اہلِ فکر ودانش کو متنوع موضوعات پر لیکچرز کے لئے مدعو کیا۔ امید ہے ان کے اس مبارک اقدام کی پیروی کرتے ہوئے دیگر ادارے بھی ایسے کورسز کا اہتمام کریں گے۔

حلقہ ہائے دروس قرآن

ملک کی مختلف مساجد میں حلقہ ہائے دروسِ قرآن کا قیام یقیناً ایک خوش آئند عمل ہے اور اس سے قرآن فہمی کا ایک مثبت پہلو بر آمد ہو رہا ہے، بڑے شہروں میں دروسِ قرآن کی محافل کلبوں، ہوٹلوں اور ہالوں میں بھی سجائی جاتی ہیں۔ شاید اس کا سبب ان لوگوں کو قرآن کی طرف مائل کرنا ہے جو مساجد میں جانے سے کتراتے ہیں یا جو بجلی کے قمقموں، رنگ برنگی روشنیوں اور نرم و گداز کرسیوں سے آراستہ نشستوں کے ایسے عادی ہو گئے ہیں کہ فرشی نشستیں انہیں سوٹ نہیں کرتیں۔ ان دروسِ قرآن میں سے بعض میں شرکت و حاضری اور مفسرینِ قرآن کے دروس سننے کا موقع کبھی کبھی ہمیں بھی ملتا رہتا ہے۔ درس دینے والے بعض حضرات واقعی عالم ہوتے ہیں، کچھ شہرت یافتہ عالم" ہوتے ہیں، کچھ میڈیا کے پیدا کردہ عالم ہوتے ہیں اور کچھ عالم نما مقرر ہوتے ہیں بعض بزعمِ خویش اسکالر ہوتے ہیں اور بعض اپنی پروفیسری کے زور پر قرآن کی تاویل و تفسیر کی مشق کرتے اور قرآن کریم کو اپنی آراء و تاویلات سے مشقِ ستم بناتے ہیں۔

گزشتہ دنوں کراچی میں قراء کی ایک جماعت کے زیر اہتمام منعقدہ بعض مقابلہ ہائے حفظ و قرات میں شرکت کا موقع ملا، ان مقابلوں میں مختلف عمر کے قاریوں نے حصہ لیا ان مقابلوں کے مختلف مراحل و مدارج تھے پھر کئی مقابلوں کے بعد ایک فائنل مقابلہ تھا۔ سنی جماعت القرا نے جس خوش اسلوبی سے ان مقابلوں کا اہتمام کیا اور شرکاء نے جس حسن و خوبی سے ان مقابلوں میں

حضرت امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ فرمایا کرتے کہ: امام مالک اور سفیان بن عیینہ نہ ہوتے تو حجاز سے علم رخصت ہو جاتا

شرکت کی وہ واقعی قابلِ ستائش ہے۔ پڑھنے والوں نے مختلف قراءات میں پڑھا اور سننے والوں نے مختلف لہجات میں داد دی۔ ان مقابلوں کا ایک خوش آئند پہلو یہ بھی تھا کہ جج حضرات میں سے کوئی ایک، مقابلے کے شریک کو قرآن کریم میں سے کسی آیت کا کوئی حصہ تلاوت کر کے سناتا اور اس حصے سے آگے شریکِ مقابلہ کو پڑھنے کی دعوت دیتا، پھر شریکِ مقابلہ قواعد تجوید کی رعایت کے ساتھ اس آیت کی تکمیل کرتے ہوئے مزید آیات اس خوش الحانی سے تلاوت کرتا کہ مجمع جھوم جھوم جاتا تھا۔ ہر شریک مقابلہ کا اندازِ تلاوت ایسا عمدہ ہوتا کہ مجھ ایسا عامی شخص ہر بار یہ سوچتا کہ اس شریک نے اپنے سے قبل والے سے زیادہ بہتر انداز میں تلاوت کی ہے۔ یوں قراء و حفاظ کے جوہر لوگوں کے سامنے کھلتے اور مسرت کی ایک لہر دوڑ جاتی کہ ان کے اساتذہ نے ان پر کس قدر محنت کی کہ آج یہ مجمعٔ قراء اور اساتذۂ فن کی موجودگی میں نہایت عمدہ طریق سے اپنے علم و فن کا مظاہرہ کر رہے ہیں۔

اسی دوران ہمارے ذہن میں یہ خیال پیدا ہوا کہ کاش درسِ قرآن دینے والے علماء یا اس مقصد کے لئے تیار کئے گئے مدارسِ دینیہ کے فضلاء کے مابین بھی اس طرز کے مقابلوں کا کوئی ایسا اہتمام ہوتا، کہ مقابلہ کے جج میں سے کوئی قرآنِ کریم کی کسی آیت کی تلاوت کر کے کہتا کہ اس پر ایک بھرپور علمی تقریر کرو اور اس میں جتنے علمی نکات ہیں ایک ایک کر کے بیان کرو اس پر جتنے اعتراض وارد ہو سکتے ہیں وہ پیش کر کے ان کا رد کرو اور اس کی جو مختلف تفاسیر متقدمین و متاخرین نے بیان کی ہیں ان کے حوالہ سے ایک مکمل درس دو۔ پھر ان مقابلوں میں کامیاب ہونے والے شرکاء (علماء) کو بہترین مدرس و مفسرِ قرآن ہونے کی سند علماءِ کرام عطا کرتے اور یوں معاشرے کو واقعتاً ایسے مفسرین و مدرسینِ قرآن دستیاب ہوتے جو مسندِ درس پر بیٹھنے کے اہل ہوں۔ اسی طرح کارِ افتاء کے لئے تیار کئے جانے والے افاضلِ مدارس دینیہ کے مابین مقابلۂ افتاء ہوتا اور مجمعِ عوام و علماء میں ان سے کسی فقہی مسئلہ پر گفتگو کرنے کو کہا جاتا وہ اس پر دلائل سے گفتگو کرتے اور اس طرح مقابلہ کے شرکاء کو فقہی مسائل کی خوب تیاری و مطالعہ کا موقع ملتا اور قوم کو واقعتاً ایسے مفتی دستیاب ہوتے جو کارِ افتاء میں ماہر ہوں اور جنہیں حقیقی مفتیانِ کرام نے اس منصب کے لئے اہل قرار دیا ہو، نہ کہ وہ محض کسی مفتی صاحب کے انتقال کی وجہ سے اتفاقیہ یا حادثاتی طور پر مفتی بن گئے ہوں۔ مگر ایسے مقابلوں کا اہتمام کون کرے؟ ہم اپنی اس تجویز کو اہلِ علم کی خدمت میں بصد آداب پیش کرتے ہیں۔ شاید کہ کبھی کوئی صاحبِ دل اس طرف توجہ فرمائیں۔

☆ لا اجتہاد عند ظہور النص ☆ نص کی موجودگی میں اجتہاد جائز نہیں ☆